۹

شکرِ الٰہی اور انسدادِ فتن کیلئے روزے رکھے جائیں

(فرمودہ ۲؍اپریل ۱۹۳۷ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں پاؤں کے درد کی وجہ سے آج جمعہ میں آ تو نہیں سکتا تھا لیکن چونکہ اس دفعہ روزوں کے متعلق اور ششماہی جلسوں کے متعلق جن میں تحریک جدید کے بارہ میں احباب کو یاددہانیاں کرائی جاتی ہیں اور ان کو ان کے فرائض کی طرف جو انہوں نے خوشی سے اپنے نفس پر عائد کئے ہوئے ہیں توجہ دلائی جاتی ہے، ابھی تک میں تحریک نہیں کرسکا اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ مختصر الفاظ میں ان امور کے متعلق اعلان کردوں تاکہ دیر ہو جانے کی وجہ سے بات اور زیادہ دُور نہ جا پڑے۔

روزوں کے متعلق میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے سالوں میں ہم پیر اور جمعرات کے روزے رکھ چکے ہیں جن کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض فتنے اپنے فضل سے دور کردیئے لیکن بعض فتنے ابھی باقی ہیں۔ اس لئے اس سال ہم پر دوہری ذمہ واری عائد ہوتی ہے اور ہمیں کچھ تو شکریہ کے روزے رکھنے چاہئیں اور کچھ بقیہ ابتلاؤں کے دور ہونے کیلئے روزے رکھنے چاہئیں۔ اس لئے اس سال میری تجویز یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ چالیس یا بیالیس دنوں کے اندر ہم سات روزے پورے کریں ہم ایسا طریق اختیار کریں کہ جو رسول کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ وہ بھی ایک رنگ میں پورا ہو جائے اور ہمارے شکریہ کے بھی روزے ہو جائیں اور دعاؤں کے بھی روزے ہو جائیں اس لئے اس سال میں نے یہ تجویز کی ہے کہ اپریل سے لے کر اکتوبر تک جو سات مہینے بنتے

ہیں ان میں ہم ہر مہینہ کے پہلے ہفتہ میں پیر کا اور ہر مہینہ کے آخری ہفتہ میں جمعرات کا روزہ رکھیں۔ اس طرح چودہ روزے ہو جائیں گے اور گو ہر ہفتہ کے پیر اور جمعرات کا روزہ نہیں ہوگا مگر ہر مہینہ میں ایک پیر اور ایک جمعرات کا روزہ ہو جائے گا اور ہماری دعائیں سات مہینوں میں پھیل جائیں گی۔ ان چودہ روزوں میں سے سات روزے تو شکریہ کے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بعض فتنے دور کر دیئے اور سات روزے اُن ابتلاؤں کیلئے ہوں گے جو ابھی قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دور کرے اور ان کے بد اثرات سے ہماری جماعت کو محفوظ رکھے۔

وہ لوگ جن کی آنکھیں ہیں، جو واقعات کو دیکھ سکتے ہیں اور جن کی روحانی بینائی ماری ہوئی نہیں وہ جانتے ہیں کہ ہمارے گزشتہ سالوں کے روزے دنیا میں عظیم الشان تغیرات پیدا کرنے والے ہوئے ہیں۔ اگر دنیا کی ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۴ء کی تاریخ انسان اپنے سامنے رکھے اور پھر ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۶ء کی تاریخ پر بھی نگاہ ڈالے تو وہ حیران ہو جائے گا کہ ان سالوں کی تاریخ میں کتنا عظیم الشان تغیر پیدا ہوا ہے۔ ان دو سالوں میں اللہ تعالیٰ نے یکدم ایسے تغیرات پیدا کئے اور دشمنانِ احمدیت پر ایسی تباہی ڈالی اور احمدیت کی ترقی کے ایسے سامان کئے اور ہمارے مذہبی اور سیاسی دشمنوں کو مغلوب کرنے کیلئے ایسے فوق العادت نشانات دکھلائے جو بالکل غیر معمولی اور حیرت ناک نظر آتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ابھی ہمارے لئے فتنوں کا سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کے نتیجہ میں احرار کے فتنہ کا سر کچل دیا اور سیاسی لحاظ سے وہ مردہ ہو گئے مگر مذہبی لحاظ سے وہ ابھی ڈینگیں مار رہے ہیں اور ان کے وہ زہریلے دانت جو ان کے فاسد عقائد کے سر میں پائے جاتے ہیں گو کند تو ہو گئے ہیں مگر ٹوٹے نہیں۔ اسی وجہ سے ان کے کسی ایجنٹ نے بعض اخبارات میں اب یہ اعلان کرایا ہے کہ آئندہ احرار سیاسی کاموں سے اجتناب کریں گے اور خالص مذہبی کاموں تک اپنی سرگرمیوں کو محدود رکھیں گے۔ غالباً اس کی وجہ یہی ہے کہ سیاسیات کے متعلق اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ایسی زک حاصل کر چکے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں اب اس میدان میں ان کیلئے کامیابی کا میسر آنا بالکل محال ہے۔ پس انہوں نے اپنی عقلوں سے کام لیتے ہوئے سمجھا ہے کہ دو جنگیں انہیں ایک وقت میں نہیں لڑنی چاہئیں۔ کیونکہ جب وہ سیاسی میدان میں کودتے ہیں اور ساتھ ہی مذہبی میدان میں بھی تو سیاسی اور مذہبی دونوں قسم کے لوگ ان کے مخالف ہو جاتے ہیں اس لئے اب انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جن سے مذہبی مخالفت ہو اُنہی کے خلاف شور بپا

کیا جائے تا کہ سیاسی لوگوں کی امداد اور ان کی تائید میسر رہے اور ساتھ ہی مذہب سے دلچسپی رکھنے والوں کا ایک حصہ بھی ان کی تائید میں کھڑا رہے۔ بیشک دنیوی نقطہ نگاہ سے یہ بات ٹھیک ہے مگر روحانی نقطۂ نگاہ سے یہ تجویز اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی معرفت ان کی قوم کو کہلوایا تھا کہ جاؤ اور اپنے ساتھیوں کو جمع کرو۔ یہاں بھی وہ اپنے ساتھیوں کو ہمارے خلاف جمع کرنے لگے ہیں۔ کیونکہ جب وہ سیاسی اختلافات کو ترک کر دیں گے اور خالص مذہبی اختلاف کا سوال رہ جائے گا تو سیاسی اور مذہبی دونوں قسم کے لوگ ان کی تائید میں کھڑے ہو جائیں گے۔ پس اگر وہ سیاسی نقطہ نگاہ سے یہ طریق اختیار کریں اور اس پروگرام پر عمل کریں جس کا اخبارات میں ذکر آیا ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیوی نقطہ نظر سے اُن کی پارٹی مضبوط ہو جائے گی۔ کیونکہ پہلے وہ اپنی طاقت کا کچھ حصہ سیاست میں خرچ کرتے تھے اور کچھ مذہبی معاملات میں۔ لیکن اب ایک ہی طرف اپنی تمام طاقتوں کا رُجحان رکھیں گے۔ گویا اَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ [1] بھی ہو جائے گا۔ اب صرف ایک تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے جو میں اُنہیں یاد دلا دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ اُن کی قوم کو یہ بھی توجہ دلائی تھی کہ نہ صرف تم اپنے سارے شرکاء کو جمع کرو اور نہ صرف ایک خاص پالیسی اپنے لئے تجویز کر لو بلکہ تمہارے سامنے ایک تفصیلی پروگرام بھی ہونا چاہئے تا مقابلہ کا کوئی طریق باقی نہ رہ جائے۔ سو اگر یہ تیسری بات احرار کو یاد نہ ہو تو میں انہیں یاد دلاتا ہوں کہ قرآن کریم نے دُنیوی امور میں کامیابی حاصل کرنے کا تیسرا طریق یہ بتایا ہے کہ نہ صرف تمہارے سامنے ایک پالیسی ہو بلکہ ایک مفصّل پروگرام بھی ہونا چاہئے۔ جس پر کُلّی طور پر نظر ڈال کر اور عواقب اور انجام سوچ کر دیکھ لو کہ اگر دشمن نے یُوں کیا تو ہم یُوں کریں گے۔ اور اگر ہماری تدابیر کو اُس نے اس طرح باطل کیا تو ہم اس طرح کام کریں گے۔ گویا ضرر اور نقصان پہنچانے کے جس قدر طریق ممکن ہیں وہ سب سوچ رکھیں اور پھر چوتھی بات یہ بھی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے کہلوائی کہ اچانک حملہ کر دو اور ہمیں ذرہ بھر بھی ڈھیل نہ دو پھر دیکھو کہ کون کامیاب ہوتا ہے۔ میں بھی احرار سے وہی کہتا ہوں جو حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ مگر وہ یاد رکھیں وہ افراد کو نقصان پہنچا سکتے ہیں لیکن اس سلسلہ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ ان کے تمام اتحاد، ان کی تمام پالیسیاں اور ان کے تمام پروگرام هَبَآءً مَّنْثُوْرًا [2] ہو کر رہ جائیں گے اور انہیں اپنے مقصد میں ذرہ بھر بھی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔

ممکن ہے وہ اس کے مقابلہ میں ایک دوسری پالیسی اختیار کریں جس کا گو ابھی ان کی پارٹی کی طرف سے اعلان نہیں ہؤا مگر مجھے اس کے آثار نظر آرہے ہیں۔ یعنی یہ کہ وہ فی الحال مذہبی جھگڑے چھوڑ دیں اور کانگرس کے ساتھ اتحاد کرلیں۔ ہماری کانگرس سے کوئی لڑائی نہیں۔ ملک کی آزادی کے متعلق اس کے جو مقاصد ہیں اس سے ہم پوری طرح متفق ہیں۔ گو اِن کے طریق کار اور ہمارے طریق کار میں اختلاف ہے اور ہم کانگرس میں کام کرنے والوں کے ایثار اور ان کی قربانیوں کے بھی قائل ہیں۔ مگر وہ ہمیں معاف رکھیں، مذہبی معاملہ میں کسی کی رعایت نہیں کی جاسکتی۔ اگر احرار اس تدبیر کو بھی اختیار کریں اور وہ چاہیں کہ کانگرس سے مل کر جماعت احمدیہ کو کچل دیں تو گو یہ منظّم پالیسی ہوگی لیکن جس طرح احرار کا حکومت سے اتحاد کامیاب نہیں ہؤا کانگرس سے ان کا اتحاد بھی کامیاب نہیں ہوگا اور یا تو یہ اتحاد ٹوٹ جائے گا اور کانگرس اِن کی خودغرضیوں پر آگاہ ہوکر اِن سے الگ ہوجائے گی یا پھر دونوں ہی تباہ ہوجائیں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں احرار جیسی بے اصول جماعت کسی جماعت سے اتحاد نہیں رکھ سکتی۔ میرا غالب گمان یہی ہے کہ جس طرح گورنمنٹ پر احرار کی حقیقت کھل گئی ہے اسی طرح کانگرس پر بھی یہ حقیقت کھل جائے گی کہ احرار ایک زرطلب جماعت ہے جس کا کوئی اصول نہیں، اس کے ارکان اپنی ذاتی ترقی اور جاہ کے بھوکے ہیں اس کے علاوہ ان کے سامنے کوئی مقصد نہیں۔ جس دن کانگرس پر یہ حقیقت ظاہر ہوگئی اُس دن وہ کانگرس کی امداد سے بھی محروم ہوجائیں گے جس طرح ان حکام کی امداد سے یہ محروم ہوچکے ہیں جو پہلے ان کی پیٹھ ٹھونکتے اور انہیں بڑی بڑی امیدیں دلاتے تھے۔ مگر یہ سب کچھ خدائی ہاتھوں سے ہوگا نہ کہ انسانی ہاتھوں سے۔ کیونکہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ ایک کا دو سے مقابلہ ہوسکتا ہے، تین سے مقابلہ ہوسکتا ہے، دس بیس سے مقابلہ ہوسکتا ہے لیکن چند لاکھ کا کروڑوں سے کس طرح مقابلہ ہوسکتا ہے۔

پس ضروری ہے کہ جس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے ان عظیم الشان فضلوں کا شکر ادا کریں جو اس نے ہماری سابقہ دعاؤں کو قبول کرکے نازل فرمائے وہاں ہم عاجزانہ اور منکسرانہ طور پر پھر اس سے دعا کریں کہ اے خدا! تیرے فضلوں نے ہمارے بہت سے مصائب کو ٹال دیا ہے لیکن بہت سے مصائب ابھی باقی ہیں، حکومت کی طرف سے بھی اور افراد کی طرف سے بھی، منظّم پارٹیوں کی طرف سے بھی اور متفرق لوگوں کی طرف سے بھی۔ پس تُو آپ ہی ہم پر فضل فرما اور ہماری عاجزانہ التجاؤں کو سُن۔ ہمیں

اپنے پاس سے وہ طاقت بخش جس سے ہم اسلام اور احمدیت کو تمام دنیا پر غالب کرسکیں اور ہمیں اس کی اشاعت کی توفیق دے۔ ہماری زبانوں میں اثر اور ہمارے دماغوں میں روشنی پیدا کرتا کہ ہم وہی باتیں کہیں اور سوچیں اور سمجھیں جن سے دنیا میں تیرا جلال ظاہر ہو۔ ہمارے دلوں میں جذب پیدا کرتا کہ ہم تیری محبت اور پیار کو بھی جذب کریں اور تیرے ان بندوں کو بھی تیرے دین کی طرف کھینچیں جو تجھ سے برگشتہ ہو کر دنیا میں بھٹک رہے ہیں۔ اے خدا جس طرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے، اسی طرح ہم تیری محبت اور تیرے بندوں کو اپنی طرف کھینچنے والے ہوں اور ہم وہ نقطہ مرکزی ہو جائیں جس پر خدا اور بندہ آپس میں مل جاتے ہیں اور ہمارا دل وہ گھر بن جائے جس میں خدا اور انسان کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے جو ہم پر سابقہ سالوں میں فضل نازل ہوئے ان کا شکر ادا ہونا گو محال ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ انسان کے معمولی شکر کو بھی قبول فرماتا اور اس کے عوض اپنی اور زیادہ برکات نازل کرتا ہے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم سات روزے اس کے احسانات کے شکر میں رکھیں۔ گویا اپریل سے لے کر اکتوبر تک چودہ روزے ہماری جماعت کے احباب کو رکھنے چاہئیں۔

چونکہ میری یہ تحریک باہر دیر سے پہنچ سکے گی اس لئے اُن جماعتوں کیلئے جن تک یہ تحریر دیر سے پہنچے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جس جس ہفتہ میں بھی انہیں اطلاع پہنچے، اُس ہفتہ کے پہلے پیر کے دن وہ پیر کا روزہ رکھ لیں اور دوسرا روزہ مہینہ کے آخری ہفتہ کی جمعرات کے دن رکھیں اور اگر بعض ایسے علاقے ہوں جہاں تحریک اس سے بھی دیر میں پہنچے تو وہ ایک روزہ تو اپریل کے آخری ہفتہ کی جمعرات کو رکھیں اور پھر اگلے مہینہ میں دو پیروں کے روزے رکھ لیں۔ ایک پہلے ہفتہ کے پیر کے دن اور ایک درمیانی ہفتہ کے پیر کے دن اور پھر چوتھا روزہ حسبِ معمول مہینہ کے آخری ہفتہ کی جمعرات کو رکھیں۔ لیکن اگر بعض لوگ ایسے ہوں کہ اُن کے ہاتھ سے اپریل کے آخری ہفتہ کی جمعرات کا روزہ بھی نکل جائے اور بعد میں انہیں اطلاع ہو تو وہ مئی کے مہینہ کے پہلے دو ہفتوں میں ہر پیر کے دن اور آخری دو ہفتوں میں ہر جمعرات کے دن روزہ رکھ لیں۔ اور اگر کوئی جماعت ایسی ہو کہ جسے دوسرے مہینہ میں بھی اطلاع نہ پہنچے تو وہ ان روزوں کو تیسرے مہینہ میں ڈال لے۔ بہرحال اکتوبر ہمارے روزوں کا آخری مہینہ ہوگا اور اس مہینہ تک ہمیں اپنے چودہ روزے ختم کر دینے چاہئیں۔ اس کوشش کے ساتھ کہ سات روزے ہم پیر کے دن رکھیں اور سات جمعرات کے دن۔ اس کے بعد میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ مئی کے دوسرے ہفتہ میں جو

اتوار ۹ تاریخ کو ہے۔ اُس دن تمام جماعتیں اپنے اپنے مقام پر تحریک جدید کے متعلق جلسے منعقد کریں اور کوشش کریں کہ ان جلسوں سے پہلے پہلے تحریک جدید کے چندوں کا معتد بہ حصہ ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے ادا ہو جائے۔

مجھے افسوس ہے کہ اس سال تحریک جدید کا چندہ جمع کرنے میں بہت سُستی دکھائی گئی ہے۔ گو پچھلے سال سے اس سال اس وقت تک دو تین ہزار کی زیادتی ہے۔ چنانچہ پچھلے سال اس وقت تک غالباً ۳۱ ہزار روپیہ آیا تھا اور اس سال ۳۴ ہزار آ چکا ہے۔ مگر دراصل حساب کی رو سے چالیس ہزار سے اوپر آ جانا چاہئے تھا۔ بلکہ اس لئے کہ میں نے خاص طور پر یہ تحریک کی تھی کہ اس سال تحریک جدید کے چندے کے مصرف ایسے ہیں کہ پہلی ششماہی پر اس کا زیادہ اثر پڑے گا اور اکثر جماعتوں اور افراد نے یہ اقرار بھی کیا تھا کہ وہ اپریل، مئی تک اپنے اپنے وعدوں کی رقوم ادا کر دیں گے اس لئے دراصل موعودہ رقوم کے لحاظ سے اس وقت تک ساٹھ ہزار روپیہ آ جانا چاہئے تھا۔

میں جیسا کہ پہلے بھی بیان کر چکا ہوں بیرونی تبلیغ اور وقتی تبلیغ کے اخراجات کے سلسلہ میں جو کمی صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ میں ہوتی ہے، کیونکہ عملہ کے کثیر خرچ کی وجہ سے سائر کے لئے نسبتاً کم رقم بچتی ہے۔ اس کمی کو میں مستقل جائدادوں کے ذریعہ پورا کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ تحریک جدید کی بہت سی جائدادیں میں نے صدر انجمن احمدیہ کے نام پر خرید کی ہیں۔ ان جائدادوں کی قیمتوں کے لئے بھی ہمیں بہت بڑی رقوم کی ضرورت ہوگی۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جنہوں نے اس تحریک میں کسی رقم کی ادائیگی کا وعدہ کیا ہے وہ اپنے وعدوں کو خصوصیت سے جلد پورا کریں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ صدر انجمن احمدیہ کے مستقل چندوں میں سُستی کر کے اس طرف توجہ کی جائے۔ وہ چندے واجب ہیں اور تحریک جدید کا چندہ نفلی ہے اور گو نفل کے پورا کرنے کے متعلق بھی انسان پر بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ جو بوجھ تم نے اپنی مرضی اور خوشی سے اپنے نفس کیلئے برداشت کیا تھا اُس کو کیوں نہیں اُٹھایا۔ لیکن بہرحال اس چندے کی وجہ سے صدر انجمن احمدیہ کے چندوں میں سُستی نہیں ہونی چاہئے۔ ان جلسوں میں جو تحریک جدید کے متعلق منعقد کئے جائیں گے، تحریک جدید کے تمام شعبوں اور اس کے تمام مطالبات پر تقریریں کی جائیں اور دوستوں میں ہوشیاری اور بیداری پیدا کی جائے۔ انہیں سادہ زندگی کے متعلق بھی توجہ دلائی جائے۔ شادی بیاہ کے اخراجات میں کفایت کرنے کی طرف

بھی توجہ دلائی جائے ۔ امانت فنڈ کی طرف بھی توجہ دلائی جائے ۔ قادیان میں مکانات بنانے کی طرف بھی توجہ دلائی جائے ۔ شادی بیاہ کے اخراجات میں کفایت کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی جائے ۔

بیکاری سے بچنے کی طرف بھی توجہ دلائی جائے ۔ ہر چھوٹا بڑا کام اپنے ہاتھ سے کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی جائے ۔ وقفِ زندگی کی تحریک کی طرف بھی توجہ دلائی جائے ۔ غیر ممالک میں نکل جانے کی تحریک کی اہمیت بھی ان پر واضح کی جائے اور دعاؤں سے کام لینے کی بھی تاکید کی جائے ۔ غرض تحریک جدید کے جس قدر حصے ہیں اُن سب کی طرف جماعت کے احباب کو توجہ دلائی جائے اور چاہئے کہ وہ دوست جو اخلاص رکھتے ہیں آج ہی سے تحریک جدید کے متعلق میرے گزشتہ تمام خطبات نکال کر اپنے سامنے رکھ لیں اور ان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں انفرادی اور اجتماعی طور پر دوستوں تک پہنچانا شروع کر دیں اور ابھی سے تحریک جاری کر دیں یہاں تک کہ جب جلسوں کا دن آئے تو اُس دن تک جماعت کے خفتہ اصحاب بھی بیدار ہو چکے ہوں اور وہ تحریک جدید کے مطالبات میں عملی سرگرمی سے حصہ لینے کیلئے تیار ہوں ۔

پھر اس سال چونکہ تحریک جدید کا تیسرا سال ختم ہو رہا ہے اس لئے ہمیں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ وہ ہماری ان تین سالہ قربانیوں کو قبول فرمائے اور ہمیں اپنے فضل سے مزید قربانیوں کی توفیق دے ۔

میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا کہ عقائد کا اکثر حصہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے اپنے اشد معاندین سے بھی تسلیم کرا لیا ہے اور دشمن بھی رفتہ رفتہ وہی عقائد اختیار کر رہے ہیں جو ہمارے ہیں ۔ لیکن عملی حصہ ہمارا کمزور ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ایسی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اعمال کے لحاظ سے بھی دنیا کیلئے نمونہ ہوں اور ہم ساری دنیا پر ثابت کر سکیں کہ تمام مذاہب میں سے اسلام کی تعلیم ہی قابلِ عمل ہے ۔ وہ ایک مضبوط چٹان ہے جسے کوئی ہلا نہیں سکتا ۔ وہ ایک برسنے اور دنیا پر چھا جانے والا بادل ہے جس کی زد سے دنیا کی کوئی زمین نہیں بچ سکتی اور وہ سورج ہے جس کی شعاعیں ساری دنیا میں پھیل جاتی اور سوائے ان گھروں کے جن کے رہنے والوں نے اپنے ہاتھوں سے اُس کی کھڑکیاں اور دروازے بند کر رکھے ہوں سب کو روشن کر دیتی ہیں ۔ حتّٰی کہ باریک سوراخ بھی ہو تو وہاں اس کی روشنی پہنچ جاتی ہے ۔ لیکن یہ تبھی ہو سکتا ہے جب ہم اپنے

عملی نمونہ سے اسلامی تعلیم کی برتری ثابت کریں، خالی تقریریں کوئی اثر نہیں کرتیں۔

ایک انسان اگر تقریریں اسلامی تعلیم کی فضیلت پر کرتا ہے لیکن وہ یا اُس کا ہمسایہ مغربی اثرات اور مغربی رَو میں بہا چلا جاتا ہے تو اس کی تقریروں کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا اور اُس کی کوششیں سب بیکار ہوجائیں گی۔ کوشش وہی کامیاب ہوتی ہے جو عملی رنگ میں کی جائے۔ کیونکہ اس کا دوسرے کے دل پر گہرا اثر ہوتا ہے اور دشمن بھی اسلامی تعلیم کی عظمت کا اظہار کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ پس دعاؤں میں اپنی توجہ اس طرف بھی مبذول کرو اور یاد رکھو کوئی دین کا قدم ایسا نہیں ہوسکتا جو تین سال کے بعد ہٹا لیا جائے۔ یہ پہلا قدم ہے جو اُٹھایا گیا اور یہ پہلا زینہ ہے جس پر پاؤں رکھا گیا اور اس کے بعد اور قدم اور زینے ہیں۔ پس کوئی دینی تحریک ایسی نہیں ہوسکتی جو تین سال کے بعد ختم ہوجائے۔ ہاں اس کی شکلیں بدل جاتی ہیں۔ کبھی اُن حصوں پر زیادہ زور دیا جاتا ہے جن پر پہلے کم دیا جاتا تھا اور کبھی ان حصوں پر کم زور دیا جاتا ہے جن پر پہلے زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ پھر کبھی اور انواع پر زور دیا جاتا ہے اور کبھی اور انواع پر۔ بہرحال دین کی ترقی کیلئے مومن کی کوشش اُس کی موت تک ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ دین کی ترقی کیلئے کوشش کسی قوم کی موت تک بھی ختم نہیں ہوتی کیونکہ گو قوم مر جائے گی جس نے دین اور اصلاحِ عالم کیلئے جدوجہد چھوڑ دی۔ لیکن اُس کی قبر پر خدا تعالیٰ ایک اور قوم کا درخت اُگا دے گا جو نئے سرے سے اور نئے جوش سے اس کام میں لگ جائے گی۔ یہی اُس کی قدیم سے سنت ہے اور یہی سنت دنیا کے آخر تک رہے گی۔

(الفضل ۹؍اپریل ۱۹۳۷ء)

---

۱ یونس: ۷۲ ۲ الفرقان: ۲۴